Fikr-o-Nasar (Islamabad) 31:4 (1994)

شطاری روایات کے جامع: میر امام الدین راجگیری

ڈاکٹر فضیل احمد قادری

فکر و نظر کے شمارہ ۲ جلد ۲۵ (اکتوبر، دسمبر ۱۹۸۷ء) میں جناب فضیل احمد قادری صاحب کا مقالہ "سلسلہ شطاریہ بہار میں" طبع ہوا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اسی سلسلے کا زیر نظر یہ مقالہ بھی موصول ہوا تھا۔ فکر و نظر کی خصوصی اشاعتوں اور بعض دیگر وجوہ کی بناء پر اس مقالے کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر واقع ہوئی۔

زیر نظر مقالہ کے مطالعہ سے پہلے "شطاری سلسلہ" کے تعارف کے لئے جناب فضیل احمد قادری صاحب کے سابقہ مقالہ کا ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے جو مستقل قارئین فکر و نظر کے استحضار ذہنی اور نئے قارئین کیلئے سلسلہ شطاریہ سے تعارف کیلئے مفید ہو گا۔ جناب قادری صاحب مناہج الشطار کے مصنف کے حوالے سے اس سلسلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"شطار شاطر کا صیغہ مبالغہ ہے۔ الشطر کے معنی جانب اور طرف کے ہوتے ہیں۔ جب طالب حق ہر طرف سے روگردانی کر کے جمال الہی کے قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شاطر ہو جاتا ہے چونکہ اس میں وہ فنا نفس و ہوا اور امانت، ملاحظہ توحید اور ذات و صفات الہی سے دوچار ہوتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور واصل حقیقی ہوتا ہے یوں شطار کا اطلاق اس پر ہونے لگتا ہے۔ لفظ شطار رسالہ حضرت نجم الدین کبری میں اخیار و ابرار کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ یہ تمام الفاظ جمع ہیں۔ چنانچہ شطار بھی جمع ہوا، جیسا کہ جہال، عقال و حکام جاہل، عاقل اور حاکم کی جمع ہے تاکہ ابرار و اخیار کے ساتھ حسن مقابلہ ہو سکے۔ شطار، شطرنج باز، شتر تیز رو اور شوخ بچہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جو معرفت ذات اور صفات الہی کے لئے جہاد کرتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالی انہیں بعد مرگ طبعی آخرت میں اپنے رویت اور مشاہدے سے نوازے گا۔ چونکہ یہ لوگ آخرت مرگ ارادی سے اس جہاں میں حاصل کرتے ہیں لہذا شوخ، تیز رو اور بازندہ خودی کہلاتے ہیں"۔(مدیر)

صوبہ بہار کی علمی و روحانی تاریخ میں نالندہ اور راجگیر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ازمنہ قدیم سے لے کر عہد وسطی کے اخیر دور اور اس کے بعد بھی تصوف و عرفان کے چشمے یہاں

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

سے رواں ہوئے۔ کبھی یہاں مشہور "جامعہ نالندہ" ہوا کرتی تھی جہاں تشنگان علم اپنی پیاس بجھاتے تھے تو کبھی یہاں کے غاروں میں سالک راہ خدا عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتے اور گم کردگان سبیل کو صراط مستقیم تک راہنمائی فرماتے۔ اسی خاک سے سترہویں صدی کے وسط میں ایک ایسی شخصیت پیدا ہوئی جسے قدرت نے دل و دماغ کی بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور جس نے تصوف و عرفان اور علم و وجدان کی تجدید میں ایک نہایت اہم کردار ادا کیا۔ سلسلہ شطاریہ کے "باقیات صالحات" میں تھے اور اپنی تین نادر روزگار تحریروں کے ذریعہ مشرب شطار کی تاریخ و تعلیمات کو بقائے دوام عطا کیا۔ تذکرہ نگاروں نے علاوہ ایک کے وہ بھی مختصرا ان کے حالات جمع نہیں کئے۔ زیر نظر مقالہ "سلسلہ شطاریہ بہار میں" کے سلسلے کی دوسری کڑی ہے (۱) ۔ میری مراد میرامام الدین راجگیری (۱۷۱۷ - ۱۶۴۸ء) سے ہے۔ جن کی تالیفات کو ماٰخذ بنا کر پہلا مقالہ مرتب کیا گیا تھا۔ موجودہ مقالہ بھی اپنے ماخذ کے لئے میر موصوف کی تالیفات کا مرہون منت ہے۔

ابتدائی حالات:

آپ کا اسم مبارک خواجہ فضل اللہ، لقب عبدالحسیب اور عرفیت امام الدین تھی۔ (۲) مگر عام طور پر میرامام الدین (روایتوں میں پیر امام الدین) سے مشہور ہوئے۔ مورث اعلی میر سید عماد الدین محمد حسنی البغدادی ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں اقامت پذیر ہوئے۔ ان کی چھٹی پشت میں میر سید جگن دانشمند نے دہلی کو خیرباد کہا اور جونپور میں مقیم ہوئے۔ میر سید جگن کے صاحبزادے سید محمد المعروف بہ سید جیو (۳) کے نور چشم میر سید علی منجھن بہار میں شیخ قاضن بن ملا شطاری (۴) کی صاحبزادی سے منسوب ہوئے۔ میر سید علی منجھن دانشمند اپنے والد کے ساتھ بہار تشریف لے آئے اور راجگیر میں مریم ٹولہ میں اقامت اختیار کی (۵) ۔ میر سید عماد الدین حسنی بغدادی اور میرامام الدین راجگیری کے درمیان تیرہ نسلوں کا تفاوت ہے ۔ شجرہ یوں بیان کیا گیا ہے۔ میرامام الدین بن تاج الدین ثالث بن محی الدین بن سراج الدین بن شہاب الدین بن سید علی منجھن بن سید محمد جیو دانشمند بن سید جگن بن سید عبداللہ بن سید احمد دانشمند بن سید محمود بن سید تاج الدین ثانی بن میر سید عماد الدین محمد حسنی البغدادی (۶) ۔

میرامام الدین کے حالات لکھنے والے واحد تذکرہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ میر عماد الدین

محمد حسنی بغدادی ہندوستان تشریف لائے۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت ۱۲۰۶ء میں قائم ہوئی ظاہر ہے اس کے بعد ہی آئے ہونگے۔ میر امام الدین کا انتقال ۱۷۱۷ء میں ہوا (۷) ۔ ۱۲۰۶ء سے ۱۷۱۷ء کے درمیان پانچ سو گیارہ سال ہوتے ہیں اس عرصے میں تذکرہ نگار نے تیرہ نسلوں کا فاصلہ رکھا ہے اس رو سے اگر ہر شخص کی عمر پچاس سال لگائی جائے تو بھی بارہ نسلیں بنتی ہیں ۔ دراصل تذکرہ نگار نے صرف روایتوں کو مآخذ بنا کر میرامام الدین کے خاندانی حالات مرتب کئے تھے ۔ زبانی روایتوں کی اپنی اہمیت الگ ہے مگر حسب و نسب کے معاملات میں ان پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ میرامام الدین کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ "بزرگ" اور "بزرگ زادہ" تھے۔ "اہل علم" اہل دل" اور "بندہ عشق" تھے۔

تعلیم و تعلم:

میرامام الدین کے حالات پر ایک کہر سی چھائی ہوئی ہے۔ علمی حلقوں میں عام طور پر ان کی طرف بے اعتنائی رہی ہے تاہم ان کے آثار علمی کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو "بین السطور" میں جستہ جستہ ان کے حالات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ میر موصوف کے عالم متبحر ہونے میں کسی شبہہ کی گنجائش نہیں۔ غالباً ان کی ابتدائی تعلیم اپنے والد میر تاج الدین شطاری اور میر سید جعفر جیو (۸) سے ہوئی۔ میر سید جعفر کے ذکر میں اکثر انہوں نے حضرت استاذ الاسلام اور "حقائق و معارف آگاہ صاحب علوم صوری و معنوی" جیسے آداب و القاب کو ملحوظ رکھا ہے۔ (۹) ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد میر موصوف نے بنگال کا سفر اختیار کیا اور سنارگاؤں میں تحصیل فراغ کیا۔ سنارگاؤں میں طالب علمی کا ذکر بھی ان کی تحریروں سے عیاں ہے۔ ایک کتاب کے ذکر پر اپنی رائے یوں دیتے ہیں:

> فقیر در سنارگاؤں درکتب خانہ حضرت مرشد الانام استاذ الاسلام حضرت خوندگار شیخ محمد افضل قدس سرہ نسخہ از کتب .... (۱۰)

ایک دوسرے موقعہ پر روغن کے ذکر میں اپنے مرشد سے عرض کرتے ہیں:

> درسنارگاؤں بر سفرہ حضرت مرشد الاسلام خوندگار شیخ محمد افضل قدس اللہ سرہ روغنے کہ می آمد ...... (۱۱)

ان اندراجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے تعلیم کی فراغت سنارگاؤں' بنگال میں شیخ محمد افضل کی خدمت میں حاصل کی تھی۔

روحانی تعلیم کی ابتداء:

آپ نے شاہ نعمت اللہ قادری فیروز پوری (م ۱۶۶۹ء) سے کسب فیض کیا۔

میر امام الدین نے شاہ نعمت اللہ قادری فیروز پوری کے ذاتی حالات' ان کی اوائل زندگی کے احوال تجرید و تفرید اور ان سے اپنی ملاقات کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا ہے۔ اس سے نہ صرف ان کے حالات زندگی کو مرتب کرنے بلکہ شاہ نعمت اللہ کی سوانح حیات لکھنے میں بڑی مدد ملتی ہے (۱۲) میر موصوف کی ولادت ۱۶۴۸ء میں ہوئی اور ۱۶۶۹ء میں شاہ نعمت اللہ کا وصال ہوا۔ اس طرح دیکھا جائے تو شاہ صاحب کے وصال کے وقت میر موصوف کی عمر صرف اکیس سال کی تھی اور وہ تحصیل علم میں مشغول تھے۔ "حصول علم" کے ساتھ وہ "تربیت راہ سلوک" میں بھی مشغول رہے۔ غالباً تصوف کی طرف ان کا رجحان صغر سنی سے تھا جس کی وجہ ان کا خاندانی ماحول تھا جس میں تصوف و عرفان کا سلسلہ شروع سے رائج تھا۔ شاہ نعمت اللہ سے اپنی پہلی ملاقات "جو غالباً قیام سنارگاؤں کے دوران ہوئی بہت دلچسپ انداز میں بیان کرتے ہوئے مرشد کو "شاہ سریر تجرید" ' "سلطان خطہ تفرید" اور "جنید قدم و شبلی ہمم" جیسے خطابات سے یاد کر کے اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں (۱۳):

آنکہ بے مثل درجہاں باشد
تن کونین راچوں جاں باشد
بسخا مظہر جواد قدیم
منبع فیض بیکراں باشد
جامع اندر علوم ہمچوں علی
شاہ بافقر توااں باشد

تابع حکم او قضا و قدر

ہرچہ فرماید آنچناں باشد

گرد نعلین رہ روی کویت

سرمہ چشم عارفاں باشد

سبز شاہان شاہ ہر دوجہاں

نعمت اللہ بے گماں باشد

سید جمال الدین محمد (۱۴) المعروف بشاہ نعمت اللہ سے یہ ملاقات رسماً و تعظیماً رہی۔ اس بار ممکن ہے میر موصوف نے تعلیمات باطنی کے لئے گذارش کی ہو مگر کوئی خاطر خواہ توجہ حاصل نہ ہو سکی۔

کچھ عرصے بعد ۱۰۷۹ھ مطابق ۱۶۶۸ء میں دوبارہ شرف نیاز حاصل ہوا (۱۵) ۔ اس بار انہوں نے شاہ صاحب سے التماس شغل باطنی کیا۔ حکم ملا انتظار کرو اور حاضر ہوتے رہو، انشاء اللہ کچھ ضرور بتایا جائے گا۔ اس دن سے میر موصوف جہاں بھی جاتے درس خوانی ہو یا ملاقات دوستاں، شاہ صاحبؒ کے ملازمین خاص کر محمد مقیم دربان خاص کو اطلاع دے جاتے اور اپنے مستقر کا پتہ دے جاتے کہ ممکن ہے طلبی ہو جائے مگر اسی انتظار میں محرم ۱۰۸۰ھ مطابق جون ۱۶۶۹ء میں شاہ صاحبؒ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی (۱۶) ۔ اس تاریخ سے میر امام الدین نے شاہ صاحبؒ کی مرقد کو اپنی منزل بنا لیا اور عرصے تک جاروب کشی و مجاوری میں مشغول رہے۔ مقبرے کی تعمیر میں معماروں اور مزدوروں کے ساتھ کام کیا۔ دوستوں سے حسرت نایافت مقصود کا اظہار کرتے رہے اور سرنوشت ازلی کی گتھی سلجھاتے رہے۔ (۱۷) ۔

پھر بیان کرتے ہیں کہ حضرت (شاہ نعمت اللہؒ) کے حین حیات انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت فرماتے ہیں:

بابابن شمارا قبول کردم، شجرہ وکلاہ بابا وجیہہ الدین بشما خواہد داد (۱۸)

ایک دن انہوں نے شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے اور جانشین شاہ وجیہہ الدین سے اپنا خواب بیان کیا شاہ وجیہہ الدین نے جواب دیا کہ حضرت نے تمہارے متعلق مجھ سے کچھ فرمایا تھا پھر انہوں نے میر موصوف کو تعلیمات سلسلہ کی تلقین کی اور اجازت و خلافت سے بہرہ مند فرمایا۔ مخدوم زادہ عالیجاہ حضرت شیخ نعیم اللہ جو شاہ صاحب "کے داماد تھے" انہوں نے بھی ارشاد مخصوص کی تعلیم دی اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا (۱۹)۔

ان واقعات کے بتیس(۳۲) سال بعد ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ مطابق مئی ۱۷۰۰ء کی چودھویں رات کو انہوں نے خواب میں حضرت شاہ نعمت اللہؒ کو دیکھا اور خیال پیدا ہوا کہ اس بار بیعت کر لیں چنانچہ تازہ وضو کے بعد بیعت سے سرفراز ہوئے اور کچھ نصیحت کے لئے عرض کیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا:

وصیت تو قرآن است ۔ ہرچہ خواہی از قرآن بخواں و بر آں عمل نما (۲۰)۔

شاہ نعمت اللہؒ کے احوال تجرید و تفرید کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"سیر و سفر کے حالات اوائل زندگی میں یوں تھے کہ ایک چوگوشہ گودری جسم پر ایک ظرف آب کش نعلین کے ساتھ رسی سے کمر میں بندھی رہتی تھی۔ بغل میں قرآن حمائل کئے ہوئے اکثر قصبہ منیر اور شیخ پورہ میں حضرت شعیب (۲۱) کے پاس تشریف لاتے۔ کسی کو آپ کے فضل و کمال اور علم و معرفت کی خبر نہ ہوتی ۔ گدایانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ پہلی بار جب بنگال آئے تو یہاں کی زمین (مراد آب و ہوا) سے ملول خاطر ہوئے اور درج ذیل رباعی اس کی شان میں موزوں کی (۲۲):

بنگالہ زمین خراب و دل تنگ

رو فاتحہ خواں و ہمنائے درنگ

اندر بحر و بر جائے آشائس نیست

باہست دریں شیر یا کام نہنگ

اور سرزمین بنگال کی جاودانی کے حق میں یہ رباعی موزوں کی (۲۳):

یک چوں ماش رنگ دربنگالہ
صد شیر بیک نفس کند یرغالہ
ازگوشہ چشم مائل آرد میدلہ
از نیم نگاہ سامری وگو سالہ

(اشعار مخطوطات سے نقل کئے گئے ہیں اس لیئے ممکن ہے کوئی کوتاہی سرزد ہو گئی ہو۔)

شاہ نعمت اللہ نے میر موصوف سے فرمایا کہ میں اس ملک (بنگال) میں تین بار آیا ہوں۔ ہر بار "پابرہنہ" آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دو آدمی تھے' ایک ہی مربی کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک دن مربی کو وضوء کے لئے پانی کی ضرورت ہوئی۔ میرا رفیق پابرہنہ پانی لانے چلا گیا چونکہ شہر تدپور (کذا) کے نواح میں نوک دار پتھر بہت تھے میرے رفیق کا پاؤں بری طرح زخمی ہو گیا اس دن سے میں نے اپنے جوتے نکال دیئے اور "پابرہنہ" چلتا ہوں ۔ القصہ جب پہلی بار بنگال آیا تو موضع مالتی پور جو نامدہ (مالدہ) سے متصل ہے سید احمد مالتی پوری کی خانقاہ میں حاضر ہوا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی انہوں نے فرمایا الحمدللہ کہ بہت سالوں بعد کوئی خدا کا دوست آیا ہے۔ کچھ عرصہ وہاں رہا' عید وہیں گزاری پھر وہاں سے فیروز پور (۲۴) (گوڑ) آیا۔ یہ علاقہ اس زمانے میں ویران محض تھا اور خطرناک جنگلی جانوروں سے پر تھا۔ یہیں ایک تالاب کے کنارے "تکیہ" قائم کی اور اہل خانہ کے ساتھ برسوں فقر' فاقہ کی زندگی بسر کی اور اپنے حسب حال ایک مثنوی لکھی:

نعمت کہ بود یکے ازیشان
مجموعہ نشستہ و پریشاں
بسیار جفائے چرخ دیدہ
درگردش خود کم آرمیدہ

وسعت معاش کی ابتداء شاہجہاں (۱۶۵۷ء۔۱۶۲۷ء) کے عہد میں نواب سیف خاں کی صوبہ داری بنگالہ میں ہوئی ۔ نواب مذکور راج محل سے شکار کے لئے اس علاقے میں آئے۔ ان سے شاہ صاحب ؒ کی ملاقات دھلی میں جہانگیر (۱۶۲۷ء ۔ ۱۶۰۶ء) کے عہد سلطنت میں ہو چکی تھی۔ نواب مذکور کی سفارش پر شاہجہاں نے چار سو بیگھے زمین عطا کی۔ شاہ صاحب ؒ کا مقبرہ اور خانقاہ یہیں ہے۔ نواب سیف کے بعد شہزادہ شجاع صوبہ دار بنگالہ مقرر ہوا۔ شجاع اپنی بیگمات و فرزندان کے ساتھ شاہ صاحب ؒ کے حلقہ مریدان میں شامل ہو گیا۔ شاہ صاحب ؒ اور ان کے متعلقین کی آمدنی لاکھوں تک پہنچ گئی (۲۶) ۔

یہاں پر ایک دلچسپ واقعہ درج ہے جو مشائخ کے جود و سخا، داد و دہش اور مال و متاع دنیوی میں ان کی عدم دلچسپی کا مظہر ہے (۲۷) :

ایک بار کسی زمیندار کے ہاں شہزادہ شجاع کا ایک لاکھ بقایا رہ گیا۔ زمیندار پریشان حال شاہ نعمت اللہ ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہمہ دم شاہ صاحب نے ایک لاکھ روپیہ ادا کر دیا۔ اس کے علاوہ ہزاروں "ارباب استحقاق" کو خانقاہ سے ان کا حق ملتا تھا۔ طعام پر تقریباً تین سو روپیہ (یومیہ) خرچ تھا۔ اپنے حسب حال شاہ صاحب ؒ نے یہ رباعی لکھی (۲۸)

در دل عارف نہ گنجد مہر دینار و درم

جانب زر می نگر دد چشم ارباب کرم

دست درویشاں نیالاید بدینار و درم

در گلو بندی ندارد کیسہ صاحب کرم

یہ دوہڑہ بھی شاہ صاحب ؒ سے منسوب ہے (۲۹)

یہ سکھ کاں سن کہوں سبہ سنائے

جو دیا سو تہر رہا جو راکھا سو جائے

اورنگزیب عالمگیر (۱۷۰۷ء - ۱۶۵۷ء) کے سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد شہزادہ شجاع نے بنگال سے فرار اختیار کیا۔ اورنگزیب نے اگرچہ محدود مالی معاونت جاری رکھا مگر لگتا ہے اس نے رقم بہت کم کر دی کیونکہ میر امام الدین لکھتے ہیں کہ پانچ ہزار روپیہ وظیفہ مقرر ہوا اور جس وقت میر موصوف شاہ نعمت اللہ" سے ملے اسی پانچ ہزار سے اخراجات پورے کئے جاتے تھے اور مستحقین کا خیال رکھا جاتا تھا۔ شہزادہ شجاع کے فرار کے بعد شاہ صاحب نے میل جول ترک کر کے "تفسیر جلالین" کی طرز پر قرآن کریم کی ایک تفسیر چھ ماہ کی محنت کے بعد ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں مکمل کی۔ اس سے قبل شہنشاہ جہانگیر کی فرمائش پر دہلی میں قرآن کریم کا ایک ترجمہ جس کے زیادہ تر حروف کلیہ قرآن کے اعداد کے موافق تھے مکمل کر چکے تھے۔ اس کا نام "تفسیر جہانگیری" ہے - یہ تفسیر بارہ سال میں مکمل ہوئی تھی (۳۰) - وفات کے وقت درج ذیل رباعی زبان پر تھی۔

روشن نظرم بنور بینائی خویش
آراستہ ام بزم شکیبائی خویش
برخاستہ ام ز مجلس آرائی خویش
خوش وقت تشنہ ام بہ بینائی خویش

شاہ نعمت اللہ کے اجداد کا وطن ہانسی تھا۔ آپ کے والد بزرگوار سید عطاء اللہ نارنول میں اقامت گزیں تھے۔ آپ کی نشوونما نارنول میں ہوئی۔ پینتالیس سال کی عمر میں "تحصیل کمال علم و معرفت " اور مختلف علاقوں کے سفر کے بعد فیروز پور میں اقامت اختیار کی اور چند سال تک "مسند ارشاد" سنبھالی اور ظاہری و باطنی محاسن کی تکمیل میں مشغول رہے (۳۱)

شیخ رکن الدین شطاری (۱۷۰۵ھ - ۱۶۲۹ء) کی خدمت میں:

جندہا، شمالی بہار کے جدید ویشالی ضلع کا ایک دیہی علاقہ ہے جو تقریباً ڈھائی سو سال تک مشرقی ہندوستان میں سلسلہ شطاریہ کا مرکز رہا ہے۔ اس خانوادے کے سرخیل شیخ قاضن شطاری اور ان کی اولاد و امجاد نے سلسلہ شطاریہ کی ترویج و اشاعت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ شیخ قاضن کے داماد، مرید اور خلیفہ میر سید علی منجھن دانشمند (۳۲) راجگیر سے تعلق رکھتے تھے۔ میر امام الدین میر سید علی منجھن دانشمند کی اولاد میں ساتویں پشت میں تھے اور شیخ رکن الدین شطاری جندہوی شیخ قاضن کی خانقاہ کے سجادہ نشین اور ساتویں نسل سے تھے۔ دونوں خانوادوں میں قدیم قرابتداری اور تعلق روحانی تھا۔ شیخ رکن الدین شطاری میر امام الدین کے مرشد تھے۔ دونوں میں ارتباط قلبی اور مہر و محبت کا ایک خاص تعلق تھا۔ ممکن ہے بچپن سے ہی میر موصوف جندہا آتے رہے ہوں مگر تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے شیخ رکن الدین کے ملفوظات بھی جمع کئے ہیں مگر ملفوظات جمع کرنے کا خیال غالباً دیر سے آیا تھا کیونکہ ملفوظات میں ۱۱۰۴ھ مطابق ۱۶۹۲ء سے لے کر ۱۱۱۷ھ مطابق ۱۷۰۵ء تک یعنی صرف چودہ سال کے اندراجات کچھ وقفوں کے ساتھ موجود ہیں۔

میر امام الدین اپنے مرشد کی صحت و سلامتی کے لئے ہمیشہ دعاگو رہتے تھے۔ اکثر ملاقاتوں کے بعد یا جندہا سے وطن (راجگیر) روانہ ہوتے وقت بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء میں ایک ایسے ہی موقعہ پر بڑے جذباتی انداز میں مرشد کی صحت و سلامتی کی دعا کرتے ہوئے یہ اشعار تحریر کرتے ہیں: (۳۳)

خدایا توآن ظل بامکرمت
بسے دار برطالبان درت
وجودش وجود ترا یادگار
گواہی وجودت بود برقرار
تراحجت نیک در عالم است
بجمہائے حق درجہاں دایم است

دوسرے موقعہ پر یہ کہتے ہیں (۳۴)

الٰہی ظل آں صاحب کرامت

بسے می دار بر سرہا سلامت

شیخ رکن الدین نے رمضان ۱۰۹۸ھ مطابق ۱۶۸۶ء کی شب چہارم میں نصف شب تازہ غسل کے بعد میر موصوف کو شرائط تلقین سے نوازا۔ اسی رمضان کے عشرہ اخیر میں بعضے خواندنی اور "اذکار مشرب شطار" عنایت فرمایا اور یوم عید پیش بنی اعمام حصار عیدگاہ میں جبہ و دستار "شجرہ پیران شطار" اور "اجازت نامہ" سے سرفراز کیا (۳۵)۔ تحریری خلافت نامہ سلسلہ شطاریہ اسی سال کے ماہ ذی قعد میں مرحمت فرمایا (۳۶)۔ شیخ رکن الدین میر موصوف پر شفقت و رحمت خاص کی نظر رکھتے تھے۔ ان کی محبت و رحمت میرامام الدین کے نام ان دو مکاتیب سے ظاہر ہے جسے میر موصوف نے ملفوظات میں نقل کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان مکاتیب کو یہاں پیش کر دیا جائے۔ زبان سادہ و سلیس ہے۔ رمضان ۱۱۰۶ھ مطابق ۱۶۹۴ء کا ایک مکتوب (۳۷):

نحمدہ ونصلہ تعالی وتقدس آں زبدہ اہل صفا، صاحب تمکین را برجادہ ارشاد طالبان علوم صوری و معنوی متمکن داشتہ بہ تجلیات جمال وھو محکم اینماکنتم (۳۸) خوش وقت واراد۔ چہ نویسد از فرط اشتیاق کہ شاہد ایں حال دل بہر نزول ایشاں کہ ہر نوع عالم قدس است خواہد بود۔ رابطہ معنوی تسلی بخش دل مہجوراں کہ آں خانہ قرب است و نہ بعد وصال ونہ فراق۔ اللہ مزید در مزید گرداند خاتمہ کار بخیرباد۔

دوسرے مکتوب (۱۱۰۸ھ مطابق ۱۶۹۶ء) میں تحریر فرماتے ہیں (۳۹):

حامداً و مصلیاً و مسلماً و مبارکاً

برادر دلنشیں سید امام الدین سلمہ اللہ تعالی الی یوم الدین

مکتوبے کہ مصحوب شیخ احمد باد و سرورق شرم اسماء عظام شغل توحید ناب رقم زدہ کلک واردات شدہ بود۔ خیلے مستحسن و مبارک برشاغلان واقفان ایں اشغال گردید۔ الحمدللہ المنتہ۔ باقی مواجہ

صوری و معنوی روز افزوں است

نہ حسنت درجہاں آخر نہ سعدی راسخن پایاں

الٰہی عاقبت و خاتمہ ایں نحیف ،طفیل سرور کائنات و فرزندان بخیرباد

میر امام الدین کے لئے "زبدہ اہل صفا"، "صاحب تمکین" اور "برادر دلنشیں" جیسے خطابات کا استعمال شیخ رکن الدین کی میر موصوف کے لئے شفقت و رحمت کا آئینہ دار ہے۔

شیخ رکن الدین شطاری کی آخری علالت اور انتقال کے حالات میر موصوف نے بڑے جذباتی انداز میں بیان کئے ہیں (۴۰) ۔ اخیر میں انہوں نے مرقد مرشد کا ذکر کرتے ہوئے ایک رباعی اور ایک شعر تحریر کیا ہے جوان کے "جذبات دلی" کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ (۴۱) ۔

مہ زیر گل احتجاب نمود

عاشقان رابدیں عذاب نمود

پردہ از زلف بستہ براخ خود

درد و حیرت بدیں خراب نمود

گریاں جگرے زمین کشادند

آں دوست خدا دروں نہادند

والد گرامی سے خلافت:

شیخ رکن الدین شطاری سے اجازت و خلافت کے وقت میر امام الدین کی عمر اڑتیس (۳۸) سال تھی ۔ اس سے تین سال پیشتر رجب ۱۰۹۴ھ مطابق ۱۶۸۳ء میں بعمر پینتیس (۳۵) سال میر موصوف کے والد گرامی میر تاج الدین نے انہیں اپنا "مجاز مطلق" بنا دیا اور ہر "چہاردہ خانوادہ" کی اجازت جو انہیں حاصل تھی عطا کر کے اپنا نائب مقرر فرمایا (۴۲) ۔ شاہ نعمت اللہ قادری سے "عالم رویا" میں بہت بعد میں ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۰ء میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی مگر

کسی اور شیخ سے بیعت کا ذکر میر امام الدین نے نہیں کیا ہے۔ قرائن بتاتے ہیں کہ سفر بنگال سے قبل وہ اپنے والد میر تاج الدین قادری شطاری سے بیعت کر چکے ہونگے کیونکہ عام طور پر روحانی خانوادوں کی یہی روش رہی ہے مگر خلافت و اجازت علوم ظاہری و معنوی کی تحصیل و فراغت کے بعد عطا ہوئی۔ میر تاج الدین نے درج ذیل خلافت نامہ عطا فرمایا: (۴۳)

الحمدللہ الجاعل فی الارض خلیفہ الصلوۃ علی سیدنا محمد وآلہ المبعوث لتبلیغ الشریعہ بعد حمد وصلوۃ میگوید بندہ خاندان نبوی تاج الدین محی الدین سراج الدین محمد شہاب الدین منجھن سید جیو الحسنی۔ چوں فرزند سعادت مند صاحب علوم شریعت واقف رمایز طریقت ماہر اسرار حقیقت و معرفت جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول وارث علوم سید المرسلین بابا سید امام الدین (حسنی راجگیری) دل ازما سوای اللہ برداشتہ دست از دنیا و مافیہا افشاندہ اکثر مشائخ وقت خود دیدہ بہرہ صحبت ایشاں یافتہ شایستہ جادہ بزرگان گشتہ ایں خلیفہ و مجاز چہاردہ خانوادہ برائے توبہ دادن و بیعت نمودن از طرف خود نیز مرخص گردانید۔ باید کہ باہتمام شریعت کوشید بہ ذکر و فکر و مراقبہ و شغل باللہ و تلاوت قرآن واسماء اللہ تعالی معمور الوقت باشد۔ وہر کرا ارادت بیعت وارشاد وغیرہ وظایف واوراد بعد استخارہ و ارشاد باطنی قبول نمودہ مرید وارشاد و تلقین نماید و نیز رخصت و رضا دادم۔ باہر سر معرفت و حقیقت کہ طلب ہدایت و ارشاد و اوراد و دعوات وغیرہ اسرار ربانی و کمالات روحانی بکند خوشنودم و خدا و رسول نیز مددگار و خوشنود باد و مدعاء دوجہانی این فرزند بفضل خویش بہ آسانی برآرد و کمال کرمہ آمین آمین باد بحمد وآلہ الامجاد تاریخ پنجم رجب روز پنجشنبہ ۱۰۹۴ھ۔

ترجمہ:

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے (انسان کو) زمین پر اپنا نائب مقرر کیا اور صلوۃ و سلام سیدنا محمدؐ اور ان کی اولاد جو تبلیغ شریعت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ حمد و صلوۃ کے بعد بندہ خاندان نبوی تاج الدین (بن) محی الدین (بن) سراج الدین (بن) محمد شہاب الدین (بن) منجھن (بن) سید جیو الحسنی کہتا ہے کہ جب فرزند سعادت مند صاحب علوم شریعت واقف رمایز طریقت ماہر اسرار حقیقت و معرفت جامع معقول و منقول حاوی فروع

و اصول وارث علوم سید المرسلین بابا سید امام الدین (حسنی راجگیری) نے دل کو ماسوائے اللہ اور اپنا ہاتھ دنیا و مافیہا سے کھینچ لیا اور مشائخ وقت کی صحبت سے بہرہ مند ہو کر شائستہ بزرگوں کے راستے پر چلے تو اس خلیفہ و مجاز چہاردہ خانوادہ نے بیعت اور توبہ لینے کے لئے اپنی طرف سے مجاز کیا۔ انھیں چاہئے کہ اہتمام شریعت کے لئے کوشش کریں۔ ذکر و فکر، مراقبہ و عبادت، تلاوت قرآن اور اسماء الٰہی کے ورد میں وقت گذاریں۔ لوگوں کو استخارہ اور ارشاد باطنی کے بعد مرید کریں، اوراد و وظائف اور ارشاد تلقین کریں۔ اور میں نے اپنی طرف سے رضا و اجازت عطا کی۔ جو کچھ معرفت و حقیقت کے راز، طلب ہدایت، ارشاد واوراد، دعوات وغیرہ اسرار ربانی و کمالات روحانی حاصل کریں اس سے خوش ہوں خدا اور اس کے رسولؐ بھی مددگار ہوں اور خوش رہیں۔ اس فرزند کے مدعاء دوجہانی اللہ اور اس کے رسولؐ کے کرم سے پورے ہوں۔ آمین آمین باد بحمد و آلہ الامجاد۔ تاریخ پنجم رجب روز پنجشنبہ ۱۰۹۴ھ۔

دیگر مشائخ سے خلافت:

شاہ وجیہہ الدین خلف و سجادہ نشین شاہ نعمت اللہ قادری، شیخ نعیم اللہ خویش شاہ نعمت اللہ، شیخ رکن الدین شطاری اور اپنے والد میر تاج الدین قادری شطاری کے علاوہ میر سید جعفر قادری رشیدی سے قادریہ رشیدیہ (۴۴)، میر سید محمد اسلم خلف و جانشین میر سید جعفر سے چشتیہ، فردوسیہ اور مداریہ (۴۵) اور حاجی شیخ محمد المعروف بہ شیخ گھاسی چشتی بہاری۔ از دودمان بابا فرید الدین گنج شکرؒ (۴۶) سے چشتیہ (۴۷) سلسلے میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ علاوہ ازیں برادر کلاں میر سید جیو (میر سید جعفر) سے بھی کچھ اشغال و اوراد کی اجازت تھی۔ میر موصوف نے ان بزرگ کا اسم شریف درج نہیں فرمایا ہے صرف برادرکلاں میر سید جیو (۴۸) تحریر کیا ہے۔

سلسلہ شطاری کے آثار علمی و روحانی:

میر امام الدین کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے سلسلہ شطاریہ کی تمام تعلیمات کو اپنی نادر تحریروں کے ذریعہ یکجا محفوظ کر دیا ہے اور اس دلچسپ روحانی سلسلے کے مشائخ (برصغیر میں

عموماً اور بہار و مشرقی ہندوستان میں خصوصاً) کے کارناموں اور تعلیمات کو عام کرنے میں قابل قدر خدمت سرانجام دی ہے۔

مولوی کریم الدین نے ان کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے (۴۹)۔ پروفیسر سید حسن عسکری نے اپنے مقالے میں تینوں کتابوں کا ذکر کیا ہے مگر مناہج الشطار کو شیخ قاضن شطاری سے منسوب کر دیا ہے (۵۰)۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنے فاضلانہ مقالے میں تحریر فرمایا ہے کہ جہانگیر کے معاصر شاہ پیر میرٹھی آخری شطاری صوفی تھے' شاہجہان اور اورنگزیب کے عہد میں کسی شطاری بزرگ کا ذکر نہیں ملتا (۵۱)۔ تقریباً اسی خیال کا اعادہ انہوں نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف میں بھی کیا ہے۔ (۵۲)۔ اس عہد میں بہار اور اس کے نواح کے شطاری بزرگوں کے گوشہ گمنامی میں ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی کتابیں عرصے تک پردہ اخفاء میں رہیں اور ان کے خیالات کی ترویج و تشہیر سلاسل قادریہ اور نقشبندیہ کے معاصر مشائخ کی طرح نہیں ہو سکی۔

شطاری مآخذ کا مختصر جائزہ:

برصغیر میں شاہ عبداللہ شطار (م ۱۴۸۴ء) بانی سلسلہ شطاریہ کی "لطائف غیبیہ" (۵۳) پہلا شطاری ماخذ ہے۔ شاہ عبداللہ شطار کے ہندوستان میں دو خلفاء ہوئے۔ شیخ عبدالحفیظ جونپوری اور شیخ قاضن بن علا شطاری ترھتی۔ اول الذکر کے خلیفہ شیخ بدھن ہوئے (۵۴)۔ جن سے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۵۵) کے چچا شیخ رزق اللہ مشتاقی مصنف واقعات مشتاقی نے اذکار شطاریہ کیلئے اجازت حاصل کی (۵۶)۔ شیخ بدھن کے جانشین شیخ ولی بدولوی (م ۱۵۵۹ء) ہوئے۔ انہوں نے اپنے خلفاء شیخ ندن' شیخ حاجی اور شیخ بہاء الدین مصنف رسالہ شطاریہ (۵۷) کو دور دراز علاقوں میں سلسلے کی اشاعت کے لئے روانہ کیا۔ شاہ عبداللہ شطار کے خلیفہ اول شیخ عبد الحفیظ کے جانشینوں نے صرف ایک کتاب مذکورہ بالا "رسالہ شطاریہ" یادگار چھوڑی۔

"لطائف غیبیہ" کے بعد شطاری سلسلے کی اہم کتاب شیخ قاضن شطاری کے ملفوظات کا مجموعہ "معدن الاسرار" ہے جسے ان کے خلیفہ اور داماد میر سید علی منجھن دانشمند نے جمع کیا تھا۔ اب تک اس کے دو نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ ایک نسخہ منیر ضلع پٹنہ کے شاہ یوسف مرحوم کی ملکیت میں تھا (۵۸) دوسرا خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں موجود ہے جس کی کتابت محمد طاہر الملقب بہ محمد

شاہباز شطاری کے ایماء پر میر محمد الحوا موشی الموسوی الحسینی الہراتی ثم الدہلوی نے ۱۱۴۶ھ مطابق ۱۷۳۳ء میں کی تھی ۔ موجودہ مقالہ نگار کے پاس اس کے چند اہم اجزاء کا عکس موجود ہے (۵۹) ۔ اس کے علاوہ شیخ قاضن کی ایک اور تصنیف اوراد شاہ ابو الفتح پیر سرمست تھی جواب نایاب ہے (۶۰) ۔ اس کے بیشتر اجزاء میر امام الدین نے اپنی کتاب مناہج الشطار میں شامل کر لئے ہیں ۔ سید محمد غوث گوالیاری (م ۱۵۶۳ء) کی شہرہ آفاق تصانیف "جواہر خمسہ" ، "بحرالحیات" ، "کلید مخازن" "ضمائر و بصائر" "کنز التوحید" کسی تعارف کی محتاج نہیں (۶۱) ۔ مشرب شطار کی ترویج و اشاعت میں سید محمد غوث گوالیاری کی گرانقدر تصانیف کا اہم حصہ رہا ہے۔ "جواہر خمسہ" پیر سید محمد غوث کے برادر بزرگ شیخ پھول (۶۲) (شہادت ۱۵۳۸ء) کے صاحبزادے میاں عبداللہ نے ایک شرح لکھی تھی۔ شیخ رکن الدین شطاری کے بیان میں ہے (۶۳) :

> ملا عبداللہ پسر بندگی حضرت میاں شیخ پھول "جواہر خمسہ را شرح" نوشتہ اند ۔ این رسالہ آں شرح است ۔ باز فرمودند کہ ملا عبداللہ مرید پدر خود بودند بعد از نہادہ پدر خود رجوع بعم خود بندگی حضرت میاں شیخ محمد غوث آوردند ۔ تربیت ازیشاں شدند کمالات و فضیلت عالی داشتند۔

> ملا عبداللہ پسر بندگی شیخ پھول نے "جواہر خمسہ کی شرح" لکھی ہے۔ یہ رسالہ وہی شرح ہے۔ پھر فرمایا کہ ملا عبداللہ اپنے والد کے مرید تھے اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت میاں شیخ محمد غوث سے رجوع کیا۔ ان کی تربیت شیخ غوث سے ہوئی ۔ کمالات و فضیلت عالی رکھتے تھے۔

اس بیان سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ۔ اول یہ کہ شرح جواہر خمسہ نوشتہ ملا عبداللہ ' جندہا میں شیخ قاضن کے خاندان میں موجود تھی مگر اب نایاب ہے ۔ دوئم یہ کہ ملا عبداللہ ' شیخ پھول کے فرزند تھے نہ کہ غوث گوالیاری کے جیسا کہ ماثر الامراء اور اقبال نامہ جہانگیری کے مولفین نے بیان کیا ہے ۔ چونکہ والد کی شہادت کے بعد عم بزرگوار کے سایہ عاطفت میں رہے ممکن ہے اس وجہ سے مورخین کو تسامح ہوا ہو (۶۴) ۔ جہانگیر کے عہد میں غوثی شطاری مانڈوی نے بزرگان سلسلہ اور دیگر مشائخ کے حالات میں گلزار ابرار" تصنیف کی ۔ غوثی کی معلومات خصوصاً سلسلہ شطاریہ کے بزرگوں کے حالات کے لئے بڑے وسیع تھے مگر کہیں کہیں اس کی ژولیدہ بیانی مسئلے

پیدا کرتی ہے تاہم لائق اعتبار ہے کیونکہ وہ خود غوث گوالیاری کے مرید تھے اور کئی معاصر بزرگوں سے تعلیمات حاصل کی تھیں (۶۵) ۔ غوث گوالیاری کے مرید و خلیفہ اور اپنے عہد کے متبحر عالم شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی (م ۱۵۸۹ء) نے "التحفتہ المحمدیہ" کے نام سے عربی میں ایک رسالہ تحریر کیا تھا (۶۶) ان کے مرید و خلیفہ سید مجدالدین المعروف بہ صبغت اللہ بھڑوجوی (م۱۶۰۶ء) مقیم مدینہ نے شطاری تعلیمات کو دیار عرب میں عام کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے شیخ غوث گوالیاری کی جواہر خمسہ کو عربی قالب میں "تعریب الجواہر المحمتہ" کے عنوان سے ڈھالا (۶۷) ۔ اس کے بعد تصوف میں ہی "کتاب الوحدۃ" ، "اراۃ الدقائق فی شرح مراۃ الحقائق" اور "مالایسع للمرید ترکہ کل یوم من سنن القوم" ان کی یادگار تصانیف ہیں (۶۸) ۔ اس عہد کے دوسرے بزرگ امام الدین محمد عارف العثمانی المعروف بہ شیخ عبدالنبی شطاری (م ۱۶۱۱ء) ایک اہم علمی ستون تھے۔ تذکرہ علمائے ہند میں ان کی پچاس سے زائد تصانیف کا ذکر ہے (۶۹) ۔ جن میں ایک درجن کتابیں صرف تصوف کے موضوع پر ہیں (۷۰) ۔ شیخ عبدالنبی شطاری کو زبید احمد نے بغیر کسی ثبوت کے شیخ عبداللہ شطار کا مرید لکھا ہے (۷۱) ۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں کے درمیان ایک صدی سے زیادہ کا فاصلہ ہے۔ ممکن ہے صبغت اللہ بھڑوجوی کی طرح وہ بھی سید وجیہہ الدین علوی گجراتی کے مرید ہوں : شیخ عبدالنبی کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عبداللہ شطار کے لطائف غیبیہ کی شرح عربی میں "جواہر الاسرار شرح اللطیفتہ الغیبیہ" کے نام سے تحریر کی (۷۲) سترہویں صدی کے نصف آخر میں میر سید جعفر قادری رشیدی شطاری نے "رسالہ شطاریہ" تحریر فرمایا (۷۳) ۔

جب میر امام الدین راجگیری نے سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات کو کتابی شکل میں مرتب کرنا شروع کیا اس وقت مذکورہ بالا تمام کتابیں وجود میں آ چکی تھیں ممکن ہے یہ "لٹریچر" ان کے پیش نظر رہا ہو مگر سب سے زیادہ جس کتاب سے انہیں مدد ملی وہ شیخ قاضن شطاری کے ملفوظات کا مجموعہ "معدن الاسرار" تھا۔ میر امام الدین کی دو "تصانیف" "مناہج الشطار" اور "اوراد امام الدین راجگیری" میں معدن الاسرار کی صدائے بازگشت صاف سنائی دیتی ہے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ان کی تصانیف کا تعارف کرانے سے پہلے معدن الاسرار کے مندرجات کو پیش کر دیا جائے۔

معدن الاسرار کا موجودہ نسخہ ۵۶ اوراق کا مخطوطہ ہے ۔ ۲۱ سطریں ہیں اور سرورق پر خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ کے دو صاحب سجادہ شاہ نعمت اللہ قادری (م ۱۸۳۰ء) اور شاہ علی حبیب نصر قادری (م ۱۸۷۸ء) کے دستخط ہیں ۔ پوری کتاب ۶۰ فصلوں پر منقسم ہے:

شروع : حمد وثنا و مدح فراواں سپاس و ستایش بے انتہا ...... الخ

فصل اول۔	دربیان توبہ
فصل دوم۔	دربیان برزخ
فصل سوم۔	دربیان تصور
فصل چہارم۔	در (کذا) مرشد و فائدہ آں
فصل پنجم۔	دربیان مد (کذا وفائدہ آں
فصل ششم۔	درذکر اسم ذات و بیان آں
فصل ہفتم۔	دربیان اسماء وصفات و ثمرات آں
فصل ہشتم۔	دربیان مراقبہ۔
فصل نہم۔	دربیان محاسبہ
فصل دہم۔	در مواعظ
فصل یازدہم۔	دربیان کل نفس واحد
فصل دوازدہم۔	دربیان محاربہ اکبر و منافع آں
فصل سیزدہم۔	دربیان ذکر صبح و شام
فصل چہاردہم۔	دربیان مراقبہ باطنی
فصل پانزدہم۔	دربیان ملفوفات (کذا)
فصل شانزدہم۔	دربیان ملوف برائے وصول الی اللہ
فصل ہفدہم۔	دربیان وصول حق
فصل ہیزدہم۔	دربیان تصورات
فصل نوزدہم۔	دربیان ملاحظہ استغراق
فصل بستم۔	دربیان حضور خودی محمود

فصل بست و یکم۔	دربیان ملاحظہ بطن فی سبع بطن
فصل بست و دوم۔	دربیان ذکر نفی و اثبات مع ہزار و یک ارادہ و ارادہ کشف
فصل بست و سیوم۔	دربیان ہوش دردم و خلوت درانجمن
فصل بست و چہارم۔	دربیان شغل ملاحظہ کہ ہریک ملاحظہ بعد تلقینات
فصل بست و پنجم۔	دربیان نفی خطرہ نفسانی
فصل بست و ششم۔	دربیان تلوین و تکوین
فصل بست و ہفتم۔	دربیان ارادۂ توحید بعد تلقینات
فصل بست و ہشتم۔	دربیان مرد خدائے
فصل بست و نہم۔	دربیان مجاہدہ ظاہری و باطنی
فصل سی ام۔	دربیان خودی و بے خودی
فصل سی و یکم۔	دربیان مشرب شطارودین کامل
فصل سی و دوم۔	دربیان ذکر نفی و اثبات بارادہ خاص الخاص
فصل سی و سیوم۔	دربیان اعمال در ظاہر و باطن
فصل سی و چہارم۔	دربیان شرائط تلقین و سند آں
فصل سی و پنجم۔	دربیان ذکر ہشت رکنی و سند آں
فصل سی و ششم۔	دربیان تلقین
فصل سی و ہفتم۔	دربیان صدق و اعتقاد مرید وفنا فی الشیخ
فصل سی و ہشتم۔	دربیان صحو و سکر
فصل سی و نہم۔	دربیان الغیب والحضور
فصل چہلم۔	دربیان جمع و تفرقہ
فصل چہل و یکم۔	دربیان فنا و بقا
فصل چہل و دوم۔	دربیان شریعت
فصل چہل و سیوم۔	دربیان طریقہ و چہار مشرب
فصل چہل و چہارم۔	دربیان مراد حقیقت و معنی حقیقت
فصل چہل و پنجم۔	دربیان معیت خداوند تعالی

فصل چہل و ششم۔ دربیان تعین سلوک و سیرالی اللہ و سیرفی اللہ
فصل چہل و ہفتم۔ دربیان نفس و دل و روح و سر
فصل چہل و ہشتم۔ دربیان محض عشق و ماہیت و حقیقت آں
فصل چہل و نہم۔ دربیان توحید
فصل پنجاہم۔ دربیان شیخی و مقتدائے درویشی
فصل پنجاہ و یکم۔ دربیان اعتقاد اہل کشف
فصل پنجاہ و دوم۔ دربیان سند نشستن درار بعین
فصل پنجاہ و سیوم۔ دربیان توبہ
فصل پنجاہ و چہارم۔ دربیان اشغال مختلفہ
فصل پنجاہ و پنجم۔ دربیان سند دعوت اسماء
فصل پنجاہ و ششم۔ دربیان شروع دعوۃ
فصل پنجاہ و ہفتم۔ دربیان اسما باختم آئینہ
فصل پنجاہ و ہشتم۔ دربیان تفصیل اسماء و فوائد آں
فصل پنجاہ و نہم۔ دربیان بعض اسماء و مکاشفات
فصل ششتم۔ دربیان سلک چہاردہ خانوادہ

خاتمہ: و حضرت الشاں خلافت از سید المرسلین ....واشتند ۰ الخ

ترقیمہ: تمت ہذہ النسختہ المبارکہ الشریفہ مسمی بمعدن الاسرار من تالیفات بفضلک (بمعنک) وملفوظات قطب الاقطاب شیخ محمد بن العلا المعروف اللقب بقاضن قدس اللہ روحہ فی ریاض در النعامائے الایدحب الفرمود عامہ افطار شریفہ سالک محی طریقہ منبع علم حقیقہ عواص بحر معرفت متمکن ہدایۃ متوکل ولایۃ شاہباز دنیا و دین سیمرغ کوہ قاف یقین مبارز میدان، مجاہد ایوان مشاہرہ علم افراشتہ میدان کراری محمد طاہر اللقب محمد شاہباز شطاری طال اللہ عمرہ بید فقیر میر محمد الحواموشی الموسوی الحسینی الہراتی ثم الدہلوی برائے مطالعہ بتاریخ ہفتم صفر ختم اللہ الخیر و الظفر روز دو شنبہ باتمام رسید مطابق ۱۱۴۶ ہجری۔

لکھا اچر جو رہی جی رکھہ جای کوئی

لکھہ ہارا پاریو تو گل گل ماتی ہوئی

میر امام الدین راجگیری کے نوادرات علمی اور روحانی:

ا۔ مقتبس الانوار، مشہور بہ مناہج الشطار: میر امام الدین راجگیری کی پہلی تالیف ہے۔ وجہ تالیف وہ یہ بتاتے ہیں کہ جو کچھ تربیت سلوک کے دوران اپنے بزرگوں اور مشائخ سے حاصل کیا وہ اوراق متفرقہ میں منتشر تھا اور فرماتے ہیں کہ چوں کہ میں کثیرالنسیان واقع ہوا ہوں لہٰذا خیال ہوا کہ اس سرمایہ سعادت کو مرتب کر لوں تاکہ آئندہ راہ سلوک پر چلنے والے اس سے بہرہ مند ہو سکیں اور میرے حق میں دعاء خیر فرمائیں (۷۴):

مگر صاحبدلے روز برحمت

کند در کار ایں سکیں دعای

ونیز

گفت پیغمبر خنک آنرا کہ او

شد زدنیا ماندازو رسم نکو

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کی تاریخ انہوں نے نہیں لکھی مگر ان کی اخیر تالیف سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۱۶ھ مطابق ۱۷۰۴ء میں کتاب مکمل ہو چکی تھی۔ ملفوظات کے مذکورہ سال کے بیان میں درج ہے (۷۵):

التماس نمودم کہ نام ایں رسالہ مقرر شود تادیر نہااہل شدند۔ عرض نمودم چند نام بندہ ہم اختراع نمودہ است۔ نام مناہج الشطار پسند نمودند کہ ایں نام خوب است۔

میں نے التماس کیا کہ اس رسالے کا نام مقرر فرما دیا جائے، کچھ دیر خاموش رہے۔ میں نے عرض کیا کہ بندے نے بھی کچھ نام اختراع کئے ہیں۔ مناہج الشطار نام پسند فرمایا اور

کہا کہ یہ نام اچھا ہے۔

مناہج الشطار کے دو قلمی نسخے موجود ہیں (۷۶) ۔ زیر بحث نسخے میں ۲۴۴ اوراق ہیں اور کتاب مقدمہ (جس میں دس اصول ہیں) اور پانچ منہج (ہر منہج تین سے چوبیس فصلوں پر مشتمل ہے) پر منقسم ہے ۔ اخیر میں ایک خاتمہ ہے۔

شروع : ٭٭٭٭٭٭٭ اما بعد پس می گوید بندہ بے مقدار بسیار گفتار اندک کردار فقیر عریق خیال عجیب عبدالحبیب المشتہر بمسکین بے تسکین امام الدین بن تاج الدین ٭٭٭٭٭٭٭الخ

مقدمہ: دربیان اصول راہ سلوک کہ دراں دہ اصل است:

اصل اول۔	دربیان عمل صالح و علم نافع
اصل دوم۔	درراہ حقوق بندگی۔
اصل سیوم۔	در زکوہ ایں قوم۔
اصل چہارم۔	در صوم۔
اصل پنجم۔	در اجتناب از نواہی۔
اصل ششم۔	دربیان مکارم اخلاق۔
اصل ہفتم۔	درتہذیب و تفتیش غذا۔
اصل ہشتم۔	درلزوم عبودیت۔
اصل نہم۔	درنوافل کہ سرمایہ قربت الٰہی است
اصل دہم۔	در حضور مع اللہ۔
منہج اول۔	در آسایش و ارکان سلوک کہ سالک بالمصارہ سلوک تواند کرد دراں دہ فصل است:
فصل اول۔	دربیان معنی سلوک و سالک و تفصیل مشارب مبطل و انواع مشارب محقق موصل بحق۔
فصل دوم۔	در تحقیق معنی شطار۔
فصل سیوم۔	در توبہ کہ اول منزل سابرالی اللہ است۔

فصل چهارم۔ دربیان مرگ اختیاری کہ رکن اعظم وصول الی الحق است۔
فصل پنجم۔ دربیان شیخ کامل و مکمل۔
فصل ششم۔ دربیان اوصاف و اخلاق شیخ کامل۔
فصل ہفتم۔ دربیان اسناد اذکار و اثبات او
بدلایل آیات و حدیث۔
فصل ہشتم۔ دربیان شرائط تلقین اذکار و اشغال۔
فصل نہم۔ در آداب ذکر کہ پیش از ذکر و مشغولی بجا آمدند۔
فصل دہم۔ دربیان اختلاف انواع ذکر کہ میان مشائخ
رضوان اللہ علیہم ست۔
منہج دوم: در ذکر شاہی و مراقبہ کہ بایں فقیر رسیدہ و ثمرات
آں و فواید دیگر کہ متعلق بایں ذکر است از
کتب مشائخ رضوان اللہ علیہم آوردہ ۔ ودراں پنج فصل است:
فصل اول۔ دربیان حصول شرف ملازمت آنحضرت و اجازت اوراد
فتحیہ و تلقین ذکر نفی و اثبات از روحانیہ آنحضرت
فصل دوم۔ دربیان بعضے شرط و فواید کہ متعلق بذکر مذکور است
فصل سیوم۔ در بعضے ثمرات ذکر نفی و اثبات کہ در کتب مشائخ است
فصل چہارم۔ دربیان فتح باخلق۔
فصل پنجم۔ دربیان کشف حجاب۔
منہج سیوم: دراوضاع اذکار سلسلہ علیہ قادریہ وغیرہ کہ در رسالہ
شیخ ابراہیم قادری است۔ دراں سہ فصل است:
فصل اول۔ دربیان راہ حق و صفاء باطن۔
فصل دوم۔ دربیان اعتصام و اختتام ذکر۔
فصل سیوم۔ دربیان انواع ذکر سلسلہ علیہ قادریہ وغیرہ
اذکار کہ بمصنف رسالہ از مشائخ کبار رسید۔

منہج چہارم: دربیان احوال واذکار و اوصاف سایران فی اللہ
مع اللہ وسیاحان بحارا اسماء وصفات بجذبات اللہ اعنی
خواجگان شطاری علی اللہ قدرہم واوصل التیافتوہم۔
درای بست و چہارم فصل است:

فصل اول۔ دربیان اوصاف واطوار ایشاں۔
فصل دوم۔ دربیان مسند مشرب شطار وطریق اذکار ایشاں کہ
بایں خاکسار رسیدہ وسلسلۂ خواجگان ایں مشرب
فصل سیوم۔ در شرح و فواید ارکان ثمانیہ کہ
شرط اذکار ایں مشرب است۔
فصل چہارم۔ در ثمرہ شرح رکن اول کہ ب است۔
فصل پنجم۔ در شرح الف کہ رکن دوم است۔
فصل ششم۔ در شرح و فواید ص کہ رکن سیوم است۔
فصل ہفتم۔ دربیان م کہ رکن چہارم است۔
فصل ہشتم۔ دربیان ث ش م د کہ رکن
پنجم و ششم و ہفتم وہشتم است۔
فصل نہم۔ دربیان ذکر نفی و اثبات بطریق ایں مشرب۔
فصل دہم۔ در شرح تختہ اول ۳ امہات و صفات
کہ یکی ازالواح سبعہ معارف خواجگان ایں فقیر است۔
فصل یازدہم۔ دربیان تختہ دوم کہ پنج نبات است۔
فصل دوازدہم۔ دربیان تختہ سیوم کہ ہفت طفوف مفتاح الغیب است۔
فصل سیزدہم۔ در شرح تختہ چہارم کہ اخوات اند۔
فصل چہاردہم۔ در شرح تختہ پنجم کہ ہفت ملاحظات باصرف نداست
وارضاہفت ملاحظہ دیگر باحرف ہذا۔
فصل پانزدہم۔ در شرح تختہ ششم کہ ختم ملاخطات اندبا حرف ندا۔

فصل شانزدہم۔ دربیان تختہ ہفتم کہ توحید ناب است۔
فصل ہفدہم۔ دربیان ذکر ہفت پیکر کہ ذکر صفات
سبعہ کہ امہات صفات باری تعالی است۔
فصل ہیزدہم۔ دربیان انقسام اسماء اللہ بہ قسم۔
فصل نوزدہم۔ دربیان مراقبہ۔
فصل بستم۔ دربیان تفکر۔
فصل بست ویکم۔ دربیان ہفت بطن۔
فصل بست و دوم۔ در شرح اسماء الحسنی۔
فصل بست وسیوم۔ در بعضی اذکار و اشغال
کہ بایں (فقیر) از خواجگان دیگر رسیدہ۔
فصل بست چہارم۔ دربیان انوار کہ برذاکران وشاغلان ظاہر می شود۔
منہج پنجم: در نتائج و ثمرات کہ بعد وصول الی اللہ
مترتب می شود و فواید دیگر کہ محتاج الیہ سالک است۔
دراں شانزدہ فصل است:
فصل اول۔ در معراج ایں طایفہ۔
فصل دوم۔ دربیان اقسام ریاضات۔
فصل سیوم۔ دربیان مراقبہ و محاسبہ وغیرہ کہ مصطلح ایں قوم است۔
فصل چہارم۔ در بعضی اصطلاحات صوفیہ۔
فصل پنجم۔ درمیان دفعہ درجعت اعاذ باللہ تعالی من ذلک۔
فصل ششم۔ دربیان خطرات و اقسام آں۔
فصل ہفتم۔ دراغلاط متصوفہ جہلاء۔
فصل ہشتم۔ دربیان خطرات و اقسام آں (؟)
فصل نہم۔ دربیان روح و قلب وعقل و نفس۔
فصل دہم۔ دربیان شریعت و طریقت و حقیقت۔
فصل یازدہم۔ دربیان چہار منزل کہ آں را چہار عالم نامند

فصل دوازدہم۔ در توحید حق تعالی۔
فصل سیزدہم۔ در حفظ اوقات۔
فصل چہاردہم۔ در فوائد جلسات و بعضی انواع آں۔
فصل پانزدہم۔ در آداب مرید باشیخ۔
فصل شانزدہم۔ در عشق کہ راہ نمائی حق و موصل حقیقی اوست۔
خاتمہ: در فوائد کثیرہ است و نام ایں رسالہ مقتبس الانوار مناہج الشطار مقرر شدہ۔

نفعنا اللہ تعالی بھا دسایر الطالبی الھدی لانہ ھو ولی التوفیق فی البدایہ والانتھی وھو حسبی و نعم المولی

۲۔ اوراد میر امام الدین:

میر موصوف کی دوسری تالیف ہے۔ اس کا اب تک صرف ایک نسخہ دستیاب ہو سکا ہے اور معدن الاسرار کے موجودہ نسخے کے ساتھ مجلد ہے (۷۷) باعث تحریر یہ ہوا کہ جو اوراد و وظائف اور اذکار و مراقبہ انھیں اپنے مشائخ سے پہنچے تھے انہیں روحانی متعلقین کیلئے مدون کر دیا جائے تاکہ ہر سعادت مند اس پر عمل کر کے مستفیض ہو اور مولف کو جزائے خیر پہنچے (۷۸)۔ اس مجموعے میں کل ۱۴۴ اوراق ہیں اور ۱۵ سطروں پر مشتمل ہے۔ پوری کتاب تینتالیس فصلوں پر محیط ہے اور کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہ پڑھنا ناممکن ہے۔

شروع: الحمدللہ الذی نور قلوب العباد بانوار الوظائف والاوراد ـ ـ ـ ـ ـ ـ الخ۔
فصل اول۔ دربیان بیدار شدن از خواب
فصل دوم۔ دربیان استنجا و دخول درخلا۔
فصل سیوم۔ دربیان وضو و غسل جنابت۔
فصل جہارم۔ دربیان غسل۔
فصل پنجم۔ در تیمم۔

فصل ششم۔	دربیان اذان نماز۔
فصل ہفتم ۔	دربیان سنت نماز فجر
فصل ہشتم ۔	دربیان ادائی نماز فرض۔
فصل نہم۔	دربیان نماز ظہر
فصل دہم ۔	(کرم خوردہ)
فصل یازدہم۔	دربیان نماز مغرب۔
فصل دوازدہم۔	دربیان نماز عشاء
فصل سیزدہم۔	در وظائف شب جمعہ۔
فصل چہاردہم۔	در وظائف روز جمعہ۔
فصل پانزدہم۔	دربیان نمازہا و سنن غیر موکدہ۔
فصل شانزدہم ۔	در نماز چاشت۔
فصل ہفدہم۔	دربیان نماز تہجد۔
فصل ہیزدہم۔	دربیان صلوۃ التسبیح۔
فصل نوزدہم۔	دربیان صلوۃ الغیر۔
فصل بستم۔	دربیان نماز استخارہ۔
فصل بست ویکم۔	دربیان اعادۂ مریض ۔
فصل بست و دوم۔	دربیان غسل و تجہیز و تکفین میت۔
فصل بست وسیوم۔	دربیان نماز جنازہ۔
فصل بست و چہارم ۔	دربیان نماز عیدالفطر۔
فصل بست و پنجم۔	دربیان عیدالاضحی۔
فصل بست و ششم۔	دربیان زکوۃ ۔
فصل بست و ہفتم۔	دربیان روزہ ماہ رمضان
فصل بست و ہشتم۔	دربیان ذکر خدائی تعالی۔
فصل بست و نہم۔	دربیان مراقبہ۔
فصل سی ام۔	دربیان اذکار متفرقات۔

فصل سی و یکم۔	در آداب مرید باشیخ۔
فصل سی و دوم۔	دربیان شاہدان حضرت عزوجل۔
فصل سی و سوم۔	(کرم خوردہ)
فصل سی و چہارم۔	(کرم خوردہ)
فصل سی و پنجم۔	بدانکہ دیدہ سالک کشادہ نگردد۔
فصل سی و ششم۔	دربیان محاسبہ۔
فصل سی و ہفتم۔	(کرم خوردہ)
فصل سی و ہشتم۔	(کرم خوردہ)
فصل سی و نہم۔	(کرم خوردہ)
فصل چہلم۔	دربیان شریعت و طریقت و حقیقت۔
فصل چہل و یکم۔	دربیان چہار منزل کہ آنرا چہار علم نامند۔
فصل چہل و دوم۔	دربیان توحید حق
فصل چہل و سیوم۔	دربیان بعض آداب مرید باشیخ۔
خاتمہ:	وعلی ملائکتک المقربین وعلی اھل طاعتک اجمعین و ارحمنا برحمتک یاارحم الراحمین

۳۔ ملفوظات رکن الدین شطاری:

میرامام الدین راجگری کی تیسری اور اخیر تالیف ہے۔ ۴۳ اوراق پر مشتمل یہ ملفوظات جس کے دو نسخے خدابخش اورینٹل پبلک لائبری، پٹنہ اور ایک نسخہ ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے (۷۹)۔ غالباً ۱۱۱۷ھ مطابق ۱۷۰۵ء میں شیخ رکن الدین شطاری کے انتقال کے بعد مرتب کئے گئے کیونکہ اس میں شیخ کے وصال کے حالات اور انتقال کی قطعہ تاریخ درج ہے (۸۰)۔ ممکن ہے اس سے پہلے یہ ملفوظات میر موصوف نے اپنی یادداشت یا بیاض میں نقل کئے ہوں۔ ہر چند کہ اوائل عمری سے شیخ رکن الدین کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اور قبل خلافت سے بھی سرفراز ہو چکے تھے مگر ملفوظات جمع کرنے کا خیال دیر سے آیا ہوگا۔

ملفوظات میں ۱۱۰۴ھ مطابق ۱۶۹۲ء سے ۱۱۱۷ھ مطابق ۱۷۰۵ء تک تقریبا چودہ ۱۴ سال کے اندراجات وقفوں کے ساتھ موجود ہیں ۔ چونکہ میرامام الدین دریائے گنگا کے جنوب راجگر میں رہتے تھے اور وقتاً فوقتاً ملاقات کے لئے شمالی بہار' جندہا آیا کرتے تھے لہٰذا وقفوں کا ہونا لازمی ہے۔ غالبًا مولف اس کتاب کو پانچ شرف جو کئی مجلسوں پر محیط ہے منقسم کرنا چاہتے تھے مگر شروع میں شرف کا ذکر نہیں آیا اور مجلس سے آغاز کیا گیا ہے اور یکایک ورق ۳۵ الف پر "شرف ثالث" تحریر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ابواب کی تقسیم شرف کے عنوان کے تحت کرنا چاہتے تھے۔ ان ملفوظات کے جمع کرنے کے پیچھے بھی وہی جذبہ کار فرما تھا جو پہلی دو کتابوں کی تالیف کا باعث تھا یعنی "حفظ و نگاہداشت کلمہ انفاس نفسیہ "طلب سعادت منداں" اور "طمع جزائے خیر" (۸۱) ۔

شروع: ملفوظات شیخ الاسلام و المسلمین قطب المشایخ قطب الحق والدین مجمع اسرار ذات و مظہر آثار صفات صاحب ارشاد و تلقین والی ولایت ہند آیت متین نمونہ بقیہ سلف صاحب کمال و کامگاری مخدومی شیخ عین الدین عبدالباری المشتہر بشیخ رکن الدین احمد ۰۰۰۰۰الخ۔

شرف اول(۱۶۹۲ء): ربیع الاول ۱۱۰۴ھ اور اسی ماہ میں ختم کل سولہ مجلسیں۔
شرف ثانی(۱۶۹۴ء): رمضان تاذی الحجہ ۱۱۰۶ھ' تیئس ۲۳ مجلسیں۔
شرف ثالث (۱۶۹۶ء): شروع میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے اختتام شوال ۱۱۰۸ھ دس مجلسوں پر مستمل ہے۔
شرف رابع (۱۶۹۷-۱۷۰۴ء): ذی قعد ۱۱۰۹ھ تاذی الحجہ ۱۱۱۶ھ ۔ انتیس ۲۹ مجلسوں پر مشتمل ہے۔
شرف خامس (۱۷۰۵ء): ۸ جمادی الثانی تا ۱۸ جمادی الثانی ۱۱۱۷ھ چھ مجلسوں پر مشتمل ہے۔

یوں تو ملفوظات رکن الدین شطاری کا اصل موضوع تعلیمات تصوف ہے مگر تاریخ کے طالب علم کے لئے بھی اس میں بڑی دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں ۔ تاریخی واقعات پر مشائخ کا ردعمل بھی صاف عیاں ہے۔ سلطان حسین شاہ شرقی کی شیخ قاضن شطاری کی خانقاہ میں آمد (۸۲) شیخ پھول برادر کلاں شیخ محمد غوث گوالیاری کا مرزا ہندال برادر شہنشاہ ہمایوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرنا' (۸۳) شاہجہاں کی بغاوت ' پٹنہ میں اس کی آمد اور مشائخ وقت سے ملاقات اور اس کے اثرات' (۸۴) ' قید و بند میں شہزادہ دارا شکوہ کی صعوبتیں اور اس سے متاثر ہو کر اس

کے ملازم کا ترک دنیا، (۸۵) شہزادہ عظیم الشان کی شیخ رکن الدین شطاری سے ملاقات کی خواہش اور شیخ کی سرد مہری (۸۶)، شیخ کی وفات پر شہزادے کی تعزیت اور مزار پر چادر پوشی اور قرآن خوانی (۸۷)، وغیرہ۔

اس مخطوطے پر سید حسن سجاد محلّہ محل پر، بہار شریف ضلع نالندہ کے تحریر کردہ کچھ حاشئے موجود ہیں جو ملفوظات کے اندراجات کو سمجھنے میں بڑے مفید ہیں۔ وہ خود کو میر سید جعفر یکے از مرشد بن میرامام الدین راجگیری کی اولاد لکھتے ہیں۔

میرامام الدین اپنی عظیم علمی و روحانی شخصیت کی وجہ سے معاصر حلقوں میں بے حد مقبول تھے ۔ روحانی حلقوں میں ان کی بات حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ (۸۸) ۔ اپنی بے پناہ عبادت، ریاضت، علمی وقار جاذب نظر شخصیت کی وجہ سے اپنے مرشدین کے بھی محبوب تھے ۔ سترہویں صدی کے ربع آخر سے اٹھارہویں صدی کے دوسری دھائی کے اخیر تک وہ صوبہ بہار کے علمی و عرفانی حلقوں میں اہم حیثیت رکھتے تھے ۔ ان کی روحانی صلاحیتوں کا شہرہ سن کر فرخ سیر دہلی روانہ ہونے سے قبل راجگیر حاضر ہو کر ان سے دعاء کا خواستگار ہوا تھا (۸۹) ۔ حقیقت یہ ہے کہ بہار اور اس کے نواح کے شطاری صوفیاء کے کارنامے، ہندوستان میں سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات اور مشرب شطار کی دعوت و فلسفہ تصوف پردہ اخفا میں رہ جاتے اگر میرامام الدین کی تالیفات موجود نہ ہوتیں ۔ سلسلہ شطاریہ کے مشائخ اور ان کی تعلیمات کی ایک جامع تاریخ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ میرامام الدین راجگیری کے نوادرات علمی اس سلسلے میں بے حد مددگار اور چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ "سلسلہ شطاریہ بہار میں" (۹۰) اور زیر نظر مقالہ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ فضیل احمد قادری، "سلسلہ شطاریہ بہار میں"، فکرونظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، جلد ۲۵، شمارہ ۲، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۔ ۷۰

۲۔ میرامام الدین نے اپنے حالات بہت کم بیان کئے ہیں مگر اپنی تحریروں کے بین السطور جگہ جگہ اپنی جھلک دکھا دیتے ہیں ۔ کسر نفسی کا یہ عالم ہے کہ اپنا پورا نام بھی تحریر نہیں کرتے۔ کہیں امام الدین تو کسی جگہ

عبدالحبیب امام الدین لکھتے ہیں۔ خواجہ فضل اللہ اس خلافت نامے میں درج ہے جو شیخ رکن الدین شطاری سے ملا تھا' ملاحظہ ہو مناہج الشطار ' مخطوطہ نمبر ۴۴۲۲' خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری' پٹنہ' ورق ۴۶۱ الف ۔ عبدالحبیب امام الدین اسی مخطوطے کے ورق الف پر درج ہے۔

۳۔ یہ حالات مختصراً کریم الدین احمد نے مخزن الانساب ' پٹنہ' ۱۳۴۲ھ ص ۱۶ اور ۱۸ پر جمع کئے ہیں۔ کریم الدین احمد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفصیلات جو مختصر ہیں انھیں "زبانی روایتوں " سے دستیاب ہوئے تھے۔ موصوف نے میر سید جیو کو سلطان فیروز شاہ شرقی کا داماد اور مخدوم بدر الدین بدر عالم زاہدی کا ہم زلف لکھا ہے۔ فیروز شاہ نام کا کوئی بادشاہ شرقی سلاطین میں نہیں گذرا اور مخدوم بدر عالم زاہدی اور میر سید جیو میں بعد زمانی ہے۔ میر منجھن دانشمند کی پیدائش لکھنوتی' بنگال میں ہوئی' ملاحظہ ہو سید اظہر عباس رضوی کی ہندی تصنیف' مغل کالین بھارت' جلد ۲ ' علی گڑھ ' ۱۹۶۲ء' ص ۴۹۲۔ اور ان کی والدہ دہلی کے قاضی سید سماء الدین دہلوی کی صاحبزادی تھیں ۔ ملاحظہ ہو' قاضی معین الدین احمد کا غیر مطبوعہ پی ایچ ۔ ڈی مقالہ

The History of Shattari Silsilah, Aligarh, 1963, p. 89.

۴۔ شیخ قاضن شطاری (۹۵ ۔ ۱۴۲۴ء) کے حالات و تعلیمات کے لئے ملاحظہ ہو فضیل احمد قادری کا مقالہ محولہ بالا۔

۵۔ کریم الدین احمد' محولہ بالا' ص ۱۶۔

۶۔ ایضاً' ص ۱۸ پر کریم الدین احمد نے میرامام الدین کے مزار واقع "ملکی کلاں" بہار شریف ضلع نالندہ کے قریب ایک "پختہ مسجد تعمیر کردہ بزبان فرخ سیر کا ذکر کیا ہے۔ یہ مسجد خود میرامام الدین نے تعمیر کرائی تھی۔ میر موصوف کے مرشد شیخ رکن الدین شطاری اکثر مسجد کی تعمیری ترقی کے احوال دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ملفوظات رکن الدین شطاری' مخطوطہ ۱۸۴۳ء' خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری' پٹنہ' ورق ۳۷ ب

۷۔ کریم الدین احمد' محولہ بالا' ص ۱۸۔

۸۔ ملفوظات رکن الدین شطاری' ورق ۷ الف ۔ میر سید جعفر قادری رشیدی (م ۱۶۹۳ء) سلسلہ شطاریہ کے مجاز تھے۔ سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات پر ایک "رسالہ شطاریہ" آپ سے یادگار بتائی جاتی ہے شیخ رکن الدین سے آپ کے "روابط قلبی" کا ذکر ملفوظات میں اکثر آیا ہے۔

۹۔ ایضاً' ورق ۱۳ ب۔

۱۰۔ ایضاً' ورق ۸ ب ۔

۱۱۔ ایضاً، ورق ۹ الف۔

۱۲۔ شاہ نعمت اللہ کے مختصر حالات کے لئے ملاحظہ ہو، عبدالحئی، نزہتہ الخواطر، حیدر آباد، ۱۹۷۰، جلد۵، ص ۲۴۔ ۲۲۳: اعجاز الحق قدوسی، تذکرہ صوفیائے بنگال، لاہور، ۱۹۶۵، ص ۲۱۔ ۴۱۹: شیخ محمد اکرام، رودکوثر، دہلی (طبع جدید)، ص ص ۱۴۔ ۵۱۳۔

۱۳۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۵۹ ب۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً، ورق ۶۱ الف۔

۱۶۔ ایضاً، ورق ۶۱ ب۔

۱۷۔ ایضاً، ورق ۶۳ الف۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ ایضاً، ورق ۶۴ ب

۲۱۔ مخدوم شعیب فردوسی مصنف مناقب الاصفیاء، مطبوعہ کلکتہ، ۱۸۹۵ء۔

۲۲۔ مناہج الشطار محولہ بالا، اوراق ۲۱۲ ب تا ۲۱۳الف۔

۲۳۔ ایضاً، ورق ۲۱۳ الف۔

۲۴۔ فیروز پور یا فیروز آباد (گوڑ) بنگال میں اسلامی حکومت کی ابتداء سے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا پھر بھی امام الدین کا بیان تعجب خیز ہے۔ ممکن ہے شاہ نعمت اللہ نے نواحی علاقے میں نسبتاً غیر آباد مقام پر اپنا تکیہ بسایا ہو۔

۲۵۔ رباعیات اور مثنوی کے اشعار ثابت کرتے ہیں کہ شاہ صاحب خوش گو شاعر تھے۔ ان کی مثنوی کا مجموعہ بھی تھا جو اکثر شیخ رکن الدین شطاری کے مطالعے میں رہتا۔ مثنوی پڑھ کر وہ تادیر "سوزوشوق و سرور" میں رہتے تھے۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۴۲ ب۔

۲۶۔ ایضاً۔

۲۷۔ مشائخ کے اس قسم کی سخاوت ہندوستان میں روحانی سلاسل کے دور اول سے مشہور ہے۔ شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی گورنر ملتان کو بوقت ضرورت مالی امداد دیتے تھے۔ سیرالعارفین، دہلی، ۱۳۱۱ھ، ص ۱۱۴۔

۲۸۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۱۱۴الف۔

۲۹۔ ایضاً۔

۳۰۔ میرامام الدین کا بیان مبہم ہے۔ وہ لکھتے ہیں، "بفرمائش بادشاہ جہانگیر ترجمہ قرآن نوشتہ بود کہ حروف ••••• آں تفسیر جہانگیری می گویند"۔ لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ ترجمہ تھا۔ اگر واقعی یہ ترجمہ تھا تو یقیناً شاہ ولی اللہ کے ترجمہ قرآن سے پہلے کا تھا مگر نام تفسیر جہانگیری سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تفسیر تھا ترجمہ نہیں۔

۳۱۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۲۱۴ ب۔

۳۲۔ میر سید علی منجھن نے شیخ قاضن کے ملفوظات کا مجموعہ "معدن الاسرار" کے نام سے مرتب کیا ہے جو مشرب شطار کی تعلیمات و اسرار و رموز کا نادر مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ منجھن سے اودھی زبان میں ایک طویل عشقیہ مثنوی "مدھو مالتی" یادگار بتائی جاتی ہے۔ جس کا سنہ تصنیف ۱۵۴۵ء ہے۔ مدھومالتی کو ماتا پرشاد گپتا نے مرتب کر کے شائع کر دیا ہے۔ مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۶۸ء: تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کرشن نارائن پرشاد مگدھ، ہندی ساہتیہ: یگ اور دھارا، پٹنہ، ۱۹۶۶ء، ص ۱۱۸ اور ہندی ساہتیہ کا اتہاس، مرتبہ ڈاکٹر نگندر وغیرہ، دہلی، ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۸، مدھومالتی کے مصنف منجھن کی وطنی نسبت مشتبہ ہے کچھ لوگوں نے ان کی پیدائش لکھنوتی (بنگال) کی بتائی ہے مگر پروفیسر کرشن نارائن پرشاد مگدھ کا خیال ہے کہ مدھومالتی کے مصنف منجھن راجگیری ہی ہیں۔ ملاحظہ ہو پروفیسر مگدھ کا فاضلانہ مقالہ، ہندی اور اسمیہ (آسامی) کے مدھومالتی سنگیک کاویہ، پرگتی، مارچ ۱۹۸۴ء، جوگی بور، فالندہ۔ ان تفصیلات کے لئے میں پروفیسر کرشن نارائن پرشاد مگدھ پروفیسر شعبہ ھندی وڈین اسکول آف ہومینیٹیز منی پور یونیورسٹی، امفال کا مشکور ہوں۔

۳۳۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۳۲ ب۔

۳۴۔ ایضاً، ورق ۵۶ الف۔

۳۵۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۹۰ ب۔

۳۶۔ خلافت نامہ، ایضاً، اوراق ۴۶۱ الف تا ۴۶۲الف۔

۳۷۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، اوراق ۱۵ ب تا ۱۶ الف

۳۸۔ ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں تم ہو، قرآن کریم، ۵۷:۴

۳۹۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۵۴ ب۔

۴۰۔ سلسلہ شطاریہ بہار میں، محولہ بالا، ص ۵۷۔

۴۱۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۴۳ ب۔

۴۲۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، اوراق ۴۶۲ الف تا ۴۶۳ الف۔

۴۳۔ ایضاً، اوراق ۴۶۴ الف تا ۴۶۶ الف۔

۴۴۔ ایضاً، ورق ۴۶۶ الف۔

۴۵۔ ایضاً۔

۴۶۔ شیخ فرید الدین گنج شکر (م۔ ۱۲۶۵ء) کے صاحبزادہ دوم شیخ شہاب الدین کی اولاد دہلی، فتح پور سیکری، جونپور وغیرہ میں آباد ہوئی۔ ملاحظہ ہو خلیق احمد نظامی کی کتاب۔
The life and times of Farid - ud - Din Ganj-i-Shakar, Delhi (Reprint) 1987, p. 60.
بہار کے مختلف مقامات پر آباد ہونے والے حضرات فتح پور سیکری کے فروع ہے۔ شعیب رضوی، اعیان وطن، پٹنہ، ۱۹۵۳ء، ص ۳۵۲۔

۴۷۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۴۶۶ الف۔

۴۸۔ ایضاً، ورق ۴۶۶ الف۔

۴۹۔ تذکرہ الانساب، محولہ بالا، ص ۱۸۔

۵۰۔ *A Fifteenth Century Shattari Sufi Saint of North Bihar, Journal of Bihar Research Society, Vol. XXXVII, pts. 1-2, 1951, P.72.*

۵۱۔ *The Shattari Saints and their Attitude towards the State, Medieval India Quarterly, Vol. I, No. 2, October, 1950, P.70.*

۵۲۔ تاریخ مشائخ چشت، جلد اول، دہلی، ۱۹۸۰ء، ص ۱۸۴۔

۵۳۔ شاہ عبداللہ شطار نے رسالہ لطائف غیبیہ ہندوستان میں مکمل کی اور سلطان مالوہ غیاث الدین خلجی (۱۵۰۰-۱۴۶۹ء) کے نام معنون کی۔ سلطان سے شاہ صاحب کے گہرے مراسم تھے۔ غوثی شطاری، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، لاہور، ص ۱۶۲۔

۵۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، دھلی، ۱۳۰۹ھ، ص ص ۹۵ - ۹۴۔

۵۵۔ مشہور محدث، مورخ اور تذکرہ نگار (م ۱۶۴۲ء) حالات و کارناموں کے لئے ملاحظ ہو، خلیق احمد نظامی،

حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، ۱۹۵۳ء

۵۶۔ اخبار الاخیار، محولہ بالا، ص ۱۹۵۔

۵۷۔ مخطوطہ نمبر ۲۲۵۷، ایتھ، کیٹلاگ انڈیا آفس لائبریری، لندن، ۱۹۱۳ء۔

۵۸۔ اس نسخے کا مائکروفلم خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

۵۹۔ یہ نسخہ نہایت اہم ہے۔ سجادہ گان خانقاہ مجیبہ پھلواری شریف کے مطالعے میں رہ چکا ہے۔ متعدد مشائخ پھلواری کی مہریں اور دستخط اس پر موجود ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو، سلسلہ شطاریہ بہار میں، محولہ بالا، حوالہ نمبر ۲۲۔

۶۰۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق ۴۱۳ الف۔

۶۱۔ بحرالحیات میں پہلی بار صوفی حلقوں سے دانشورانہ سطح پر تصوف اسلامی پر ہندو خیالات کے اثرات پر بحث کیا گیا۔ بہت قبل یہ کتاب دہلی سے شائع ہوئی تھی اب تقریباً نایاب ہے۔ داراشکوہ سے بہت قبل شیخ گوالیاری نے اپنی تحریروں کے ذریعہ ہندو۔ مسلم خیالات کے اتصال کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی اور اپنے علم و عرفان اور روحانی وجدان کو صفحہ قرطاس پر بکھیر دیا۔ گو شروع کی تحریروں میں صحو غالب رہا مگر بعد میں اپنے خیالات میں "اعتدال و توازن" قائم کیا اور "جواہر خمسہ" کی از سرنو ترتیب فرمائی۔ غوثی شطاری، محولہ بالا، ص ۲۲۶۔

۶۲۔ مغل مورخین نے انھیں شیخ بہلول لکھا ہے ملاحظہ ہو، ابو الفضل، اکبرنامہ، لکھنؤ، ۸۳ ۔ ۱۸۸۱ء، جلد اول، ص ۳۸ ۔ ۳۳۷، معتمد خاں، اقبال نامہ جہانگیری، کلکتہ، ۱۸۶۵ء، جلد اول، ص ۳۸ ۔ ۳۷؛ شاہنواز خاں صفوی، مآثر الامراء، کلکتہ، ۹۰ ۔ ۱۸۸۸ء، جلد دوم، ص ۵۷۶۔ برخلاف اس کے شطاری ماخذوں میں ہر جگہ "شیخ بھول" آیا ہے اور یہی قابل قبول معلوم ہوتا ہے۔

۶۳۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۴۷ ب

۶۴۔ شاہنواز خاں صفوی، محولہ بالا، ص ۵۷۴، معتمد خاں، محولہ بالا، ص ۱۴۹۔ اذکار ابرار کے نام سے گلزار ابرار کا اردو ترجمہ بہت قبل آگرہ سے شائع ہوا تھا۔ طبع جدید لاہور، پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

۶۵۔ مخطوطات، ایشیا ٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ، مخطوطہ نمبر ۲۴۰: و نیز حبیب گنج کلکشن، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، مخطوطہ نمبر ۳۵۸۔

۶۶۔ الحقیقتہ المحمدیہ کا نسخہ انڈیا آفس لائبریری، لندن میں موجود ہے۔ مخطوطہ نمبر ۱۳۸۱، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو زبید احمد کی کتاب:

The Contribution of Indo - Pakistan to Arabic literature, Lahore, (Reprint) 1968, p. 350.

۶۷۔ اس عربی ترجمے کے قلمی نسخے انڈیا آفس، لندن، ببلیو تھیک نیشنال، پیرس، رضا لائبریری، رام پور، برلن لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو زبید احمد، محولہ بالا، ص ۳۵۲۔

۶۸۔ ایضاً۔ بحوالہ مآثر الکرام (آزاد بلگرامی) و خلاصۃ الاثار (محمد محبی)۔

۶۹۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، لکھنؤ، ۱۹۱۴، ص ۱۳۵۔

۷۰۔ زبید احمد، محولہ بالا، ص ۳۵۳۔

۷۱۔ ایضاً، ص ۲۷۶۔

۷۲۔ رحمان علی، محولہ بالا۔

۷۳۔ سید حسن عسکری، محولہ بالا، ص ۸۱، حوالہ نمبر ۵۲۔

۷۴۔ مناہج الشطار، محولہ بالا، ورق الف۔

۷۵۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۴۰ ب۔

۷۶۔ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، مخطوطات نمبر ۲۲۴۴ و نیز نمبر ۱۸۴۸۔ زیر نظر مقالے کے لئے مخطوطہ نمبر ۲۲۴۴ استعمال کیا گیا ہے۔ مخطوطہ نمبر ۱۸۴۸ دو حصوں میں علیحدہ مجلد ہے۔

۷۷۔ مخطوطہ خانقاہ مجیبہ پھلواری شریف، پٹنہ۔

۷۸۔ اوراد امام الدین، مخطوطہ پھلواری شریف، ورق الف۔

۷۹۔ مخطوطات نمبر ۱۸۴۳ و نیز نمبر ۳۰۱۰۔ زیر مطالعہ مخطوطہ نمبر ۱۸۴۳ ہے۔

۸۰۔ ملفوظات رکن الدین شطاری، محولہ بالا، ورق ۴۳ ب۔

۸۱۔ ایضاً، ورق الف۔

۸۲۔ ایضاً، ورق ۴۸ ب۔

۸۳۔ ایضاً، ورق ۴۵ ب۔

۸۴۔ ایضاً، اوراق ۴۴ ب تا ۴۵ ب۔

۸۵۔ ایضاً، اوراق ۳۱ الف تا ۳۱ ب۔

۸۶۔ ایضاً، اوراق ۴۵ الف و ۵۹ ب۔

۸۷۔ ایضاً، ورق ۷۳ ب۔

۸۸۔ ایک معاصر ملاوجیہہ الحق پھلواروی (۱۷۳۷ ۔ ۱۶۸۸ء) میر امام الدین کی توجہات باطنی اور ان کی تالیف مناہج الشطار سے مستفیض ہوئے تھے ۔ ملاوجیہہ الحق نے اپنی تالیف نزلتہ السالکین میں اس کا اعتراف بڑے پر زور لہجے میں کیا ہے ۔ ملاحظہ ہو ابو الحیات قادری، تذکرۃ الکرام، اردو ترجمہ از محمد یعقوب، بحوالہ نزلتہ السالکین ۔ اردو ترجمہ تذکرۃ الکرام، پٹنہ، ۱۳۲۶ھ، ص ۸۹۔

۸۹۔ مخزن الانساب، محولہ بالا، ص ۱۸۔

۹۰۔ فضیل احمد قادری، محولہ بالا۔